نئی ترمیم کے بعد پانچویں بار چھپی

شیخ سنوسی

اور

ظہور حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام

کی نسبت مصر۔ بیت المقدس۔ دمشق۔ مدینہ منورہ کے بزرگ مشائخ
کی خبریں شہنشاہ انگلستان کے مسلمان ہونے کی پیشینگوئی۔ اسلام
و اہل اسلام کا نیک انجام۔ آنیوالے سنسنی خیز انقلابات۔ پراسرار خواب
عربی مشائخوں کے غیبی اشارے۔ ہندوستانی مسلمانوں کا ضروری پروگرام

اور ایک امر خاص کی تیاریوں کا حال ہے

سیدی مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سنوسی خواہرزادہ حضرت
سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ و پیر حلقہ نظام المشائخ
نے اپنے تازہ سفر مصر و شام و حجاز سے بماہ نومبر ۱۹۱۱ء مرتب کیا اور اب

بماہ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۱ھ مطابق مئی ۱۹۱۳ء پانچویں دفعہ
خاکسار احسان الحق قادری پروپرائیٹر اخبار توحید لال کرتی میرٹھ نے
ملا محمد الواحدی صاحب کے

درویش پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

رجسٹری شدہ۔　　قیمت فی جلد ۴ر

۷۸۶

کے عدد میں خدا نے عجیب و غریب بھید رکھے ہیں۔ خدا کے فضل سے اب یہ رسالہ
پانچویں دفعہ شائع ہوتا ہے۔ کیا خبر ہے کہ پانچویں اشاعت قدرت کے زبردست

کی شان ظاہر کرے اور جسقدر پیشین گوئیاں اس کتاب کی باقی رہ گئی ہیں جنمیں انگریزی
حکومت کا مسلمان ہونا سب سے زیادہ شاندار اور اہم ہے پوری ہو جائیں اور چھٹی اشاعت
میں اسی صفحہ پہ

کی سُرخی لکھی جائے۔ خدا کے سامنے ان کرشموں کی کچھ حقیقت نہیں وہ لوہے کو موم اور پتھر
کو خاک بنا سکتا ہے۔ لہذا ناظرین کو چاہیے کہ وہ کتاب پڑھکر نہایت خشوع و خضوع سے
اپنے پروردگار کے سامنے پانچوں انگلیوں کے دونوں ہاتھ بلند کریں۔ اور اُسکی مخفی نصرتوں
کو مانگیں۔ اُسکی مستجاب الدعوات سرکار مضطر اور بیقرار کی دعا کبھی رد نہیں کرتی۔ والدعا

فقیر حسن نظامی۔ مقام میرٹھ دفتر اخبار توحید ۳ جمادی الاخری ۱۳۳۱ھ

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

شیخ سنوسی

اور

ممالک اسلامیہ میں ظہور امام مہدی کا انتظار

اٹلی و ٹرکی کی لڑائی میں حضرت شیخ سنوسی کا نام نامی بار بار آتا ہے۔ انگریزی اخباروں کے نامہ نگار اپنی اپنی واقفیت و معلومات کے موافق حضرت شیخ کی نسبت خامہ فرسائی کر رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ان کے نوّے لاکھ ہتیار بند مرید ہیں۔ ایک اشارہ کی دیر ہے آن کی آن میں عیسائی حکومتوں کا افریقہ سے نام مٹا دینگے۔ کوئی لکھتا ہے کہ سنوسی تحریک یورپ علی الخصوص عیسائیوں کے خلاف ایک زبردست اسلامی تحریک ہے جو اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ یورپ کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ سنوسیوں نے نئی قسم کے ہتیاروں کا چلانا خوب سیکھ لیا ہے۔ اور ان کے پاس آلات حرب و سامان جنگ کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ برسوں لڑائی کا سلسلہ قائم رکھ سکتے ہیں۔ کسی کے دل میں نیکی آتی ہے تو یہ بھی لکھ دیتا ہے کہ سنوسیوں سے عیسائی دنیا کو خواہ مخواہ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ عابد زاہد درویشوں کا ایک گروہ ہے جو گوشہ نشینی کا شیدا ہے۔ افریقہ کے جنگلوں میں خانقاہیں بنا کر یاد الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔ اسکو ملکی جھگڑوں اور جنگ و جدل سے کچھ سروکار نہیں۔ الغرض اس قسم کے بیسیوں مضامین شائع ہو رہے ہیں مسلمان بلند کو جنگ اٹلی و ٹرکی سے قدرتی دلچسپی ہے۔ وہ جب شیخ سنوسی کا اور انکے مریدوں کا ذکر بالعموم پڑھتے ہیں تو شیخ سنوسی کی نسبت دریافت کرتے ہیں کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ گو [illegible]

خاندان سے تعلق رکھتے ہیں؟ ان کے خلفا رکہاں کہاں ہیں۔ اور آیا یورپین نامہ نگار وں کے بیان کے موافق اس تحریک کا اثر ہندوستان میں بھی پہنچا ہے یا نہیں؟ چنانچہ حلقہ نظام المشائخ میں متعدد خطوط استفسار کے آئے ہیں کہ چونکہ حضرت شیخ سنوسی صوفیہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا حلقہ کو اُن کی نسبت واقفیت نامہ شائع کرنا چاہئے تاکہ مسلمان۔ عیسائی مضمون نگاروں کی متضاد باتوں کی بدلے ایک صحیح او پختہ نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ اور انکو اصل حقیقت سے اچھی طرح آگاہی ہوجائے۔ مجھکو سفر مصر و شام و حجاز سے آئے ہوئے ایک مہینہ سے زائد عرصہ ہوگیا مگر جب سے آیا ہوں تندرستی ٹھیک نہیں رہتی اسلئے سنوسیوں کی نسبت وہ ذاتی معلومات جو اس سفر میں حاصل ہوئی تھی آجتک شائع نکر سکا اب بھی گو صحت اس قابل نہیں کہ تمام متفرق و منتشر یادداشتوں کو جمع کروں۔ تاہم حضرت شیخ سنوسی کی مختصر کیفیت قلمبند کیئے دیتا ہوں تاکہ مسلمان سنوسی تحریک کی حقیقت سے خبردار ہوجائیں اور انکو غیر مسلم مضمون نگاروں کا محتاج نہ رہنا پڑے۔

اس مضمون میں صرف سنوسیہ طریقہ کے حالات و عقائد پر اکتفا نہیں کیا جائیگا بلکہ اس عام جنبش اور حس کا بھی ذکر ہوگا جو آجکل بلاد اسلامیہ میں پائی جاتی ہے نیز علماء اور مشائخ کے اس خیال کو بھی ظاہر کیا جائے گا کہ اب وہ حضرت امام مہدی کے ظہور کو بہت ہی قریب سمجھتے ہیں۔ نیز اس عام توہم کی تشریح کی جائے گی کہ امام آخر الزمان دنیا کے امن و امان کو برباد کرنے نہیں آئیں گے۔ بلکہ اُن کے وجود مبارک کا ظہور زمانہ کی تمام فتنہ و فساد اور جسمانی و روحانی خرابیوں کو دور کردیگا۔

مصر کی بیچینی اور پولیٹکل احساس کے قصے مدت سے سنا کرتے تھے۔ اخبار اللواء کے ایڈیٹر مصطفیٰ کامل پاشا کی وفات پر تمام اہل مصر کا ماتم کرنا اور لاکھوں آدمیوں کا انکے جنازہ کے ساتھ ہونا انگریزی و اردو اخباروں نے شائع کرکے لکھا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر میں خلعان وطن کی قدردانی کا مادہ پیدا ہوگیا ہے۔ اور وہ بہت جلدی اپنے مقاصد حصول

میں کامیاب ہو جائینگے۔ کیونکہ ایک اخبار نویس کے جنازہ کے ساتھ ملک کے ہر طبقے کے افراد کا لاکھوں کی تعداد میں جمع ہونا اسبات کی دلیل تھی کہ دورِ نئے زمانہ کی ترقی کے اسباب کو خوب سمجھنے لگے ہیں۔ اور اس سمجھ کا مادہ ہر فرد میں سرایت کر گیا ہے۔

ہم جون ۱۹۱۱ء کے وسط میں داخل مصر ہوا۔ سر گورسٹ ایجنٹ مصر ان دنوں سخت بیمار تھے۔ اور ملک کی توجہ سیاسی بحث مباحثہ سے ہٹی ہوئی تھی۔ تاہم باشندگان مصر کے اخباری ذوق شوق کا یہ عالم تھا کہ گھی والے اور ہوٹل کے بھٹیاری بھی اخبار خریدتے تھے اور پولیٹیکل معاملات پر رائے زنی کرتے تھے چونکہ میرا سفر حلقہ نظام المشائخ کی تبلیغ کیلئے تھا۔ اور چاہتا تھا کہ مصری مشائخ سے ہندی مشائخ کا تعارف کراؤں اسلیے مصر کے شیخ المشائخ شیخ توفیق بکری سے اول ملاقات کی اور انکو بڑا عالم فاضل اور رموز فلسفہ تصوف سے آشنا پایا۔ حضرت شیخ کا حکومت میں بہت بڑا رسوخ ہے گویا کہ وہ سلطنت کے رکن اعظم ہیں۔ اسلیے انکی گفتگو میں احتیاط کا پہلو غالب تھا۔ انسے جسقدر باتیں اسلامی دنیا کی متعلق ہوئیں۔ اگرچہ وہ حضرت الشیخ کے کمال واقفیت و معلومات کا پتہ دیتی تھیں تاہم وہ بیباکی نہ تھی جو آزاد اور حکومت سے بیغرض مشائخ کے کلام میں دیکھی گئی۔ شیخ توفیق بکری بہت سی کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں۔ یورپ کی کئی زبانوں سے واقف ہیں۔ مغربی حکمت عملی کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ انکو اہل دین کی اندرونی حرکت کا پورا علم ہے اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی آیندہ زمانہ کی نسبت اپنے قرار دادہ فیصلہ سے کچھ اور زیادہ سنیں۔ کیونکہ اُنھوں نے ایک مستقل کتاب میں (جو عنقریب حلقہ کی طرف سے ترجمہ ہو کر شائع ہوگی)[1] اسلام و اہل اسلام کے آیندہ زمانہ پر خیالات کا اظہار کیا ہے اور اقتصادی پہلو سے حالات و واقعات پر بحث کر کے خوشگوار نتائج نکالے ہیں۔ شیخ بار بار چین و جاپان کا ذکر کرتے تھے۔ اور ایسے پیرایہ میں۔ گویا انکو جاپانی باشندوں سے اپنا کوئی مقصد نکالنا ہے۔ میں شیخ کی نازک پوزیشن سے واقف تھا مجکو بتا دیا گیا تھا کہ مصر میں ٹیلیفون تک بھی ...

[1] اسلام کے انجام کے نام سے شائع ہوگی۔ قیمت ۸ ہے۔ کارکن حلقہ سے طلب کیجیے۔

کر قدم رکھنے کا ہے۔ مصری اکابر اور امرا و حکام کسی سیاسی مسئلہ پر آزادی سے اسی وقت گفتگو کر سکتے ہیں جبکہ انکو مخاطب پر پورا اطمینان ہو جائے۔ اور انمیں بعض ایسے ہیں کہ اپنا عندیہ کسی پر ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ اسلیئے میں ایسے مسائل کو زیر بحث نہ لاؤں جس کے جواب دینے میں کسیکو تامل ہو۔ مگر یہ لوگوں کی غلط فہمی تھی۔ میرا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ مشائخ صوفیہ کے ظاہری و باطنی بہبودی کے ذرائع "تلاش کروں۔ ملکی قصوں اور پولیٹکل جھگڑوں سے مجھے سروکار نہ تھا۔ اسلیئے میں نے حضرت شیخ توفیق بکری شیخ المشائخ مصر سے بھی کسی دوسرے مسئلہ میں گفتگو نہیں کی۔ تاہم میں دیکھتا تھا کہ وہ دوربینی کے آئندہ زمانہ کی نسبت ایک گہری فکر میں ہیں اور قرون اولی کے مشائخ کے قدموں پر اس عہد جدید کے مشائخ کو چلانا چاہتے ہیں۔ انکی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ انھوں نے مشائخ صوفیہ کی اندرونی طاقتونکا مغربی آنکھ اور مغربی شعار سے مطالعہ کیا ہے۔ اور مغربی ہی طریق سے انکے شیرازہ کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ وہ تعلقات سلطنت کے سبب بچا بچا کر باتیں کرتے تھے۔ لیکن مخاطب کو نتیجہ نکالنے میں کچھ دقت نہ ہوتی تھی جو یہ تھا۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئی کے موافق اسلام کی بہتری کا زمانہ قریب آگیا پستی و افسردگی کا دور ختم ہوا۔ اور زمانہ اب اہل اسلام کے ہر طبقہ میں حرکت پیدا کر رہا ہے اس گروہ کو بھی ہاتھ پاؤں ہلانے چاہییں جسکو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی پیشوائی کا منصب عطا فرمایا ہے مشائخ طریقت کو مسلمین کا دایاں ہاتھ بنتا چاہیے"

حضرت شیخ توفیق بکری کے بعد متعدد مشائخ صوفیہ سے ملاقاتیں ہوئیں اور ان سب کو اسی خیال میں سرشار دیکھا گیا کہ دنیا کا یہ دور قریب الختم ہے۔

"قیامت کی منزل نزدیک آگئی ہے۔ اور مسلمانوں کا پہلو دوسرا شاندار رنگ بدلنے والا ہے"

اہل مصر ہم مسلمانان ہند سے زیادہ یورپ کی رفتار زندگی اور حکمت عملی کو سمجھتے ہیں اور ہم سے بڑھکر مسلمانوں کی عام پستی و افسردگی کا علاج ڈھونڈ رہے ہیں۔ اسواسطے افریقہ کی

سنوسی تحریک

کا نشوونما کچھ تعجب خیز نہیں۔ انقلاب ایام کے تقاضائے افریقہ والونکو اپنی حالت سنبھالنے پر خود بخود متوجہ کر دیا ہے۔ وہ اہل ہند کی طرح متعصب نہیں ہیں عیسائی اور یہودیوں کے ساتھ کھانے پینے میں انھیں کچھ تکلف نہیں۔ مغربی علوم کی دلدادگی ہیں سب ہی آگے ہیں انکے جذبات ترقی سائنس کی ایجادوں کو دیکھکر اُبلے پڑتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی مغربی تمدن کے ناگوار اور خلاف مذہب اثرات کو دل سے دشمن ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ قاہرہ کے بازاروں میں کھلم کھلا مسلمان شراب پیتے ہیں۔ انکی عورتیں پردہ سے آزاد ہوتی جاتی ہیں تو وہ اسکا الزام مغربی تمدن پر لگاتے ہیں۔ اور انھیں اتفاق سے انکو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشینگوئی یاد آتی ہے کہ قیامت کے قریب لوگ شراب پی جائینگے۔ اور بے شرمی وبیحیائی کو عیب نہ سمجھا جائیگا۔ اس پیشینگوئی کی صداقت کے یقین سے انکا اس نتیجہ پر پہنچنا بالکل حق بجانب ہے کہ ان خرابیوں کو دور کرنے والا

امام آخر الزمان

ہے۔ امام آخر الزمان یعنی حضرت امام مہدی کا ظہور ان کے عقیدہ میں بہت جلد ہی ہونیوالا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام **مہدی** دنیا کی تمام تاریکیونکو دور کرنیوالے ہیں۔ دنیا کی مادی حالتیں خوب روشنی بڑھائی ہے۔ مگر روحانی اور باطنی عالم میں اندھیر چھایا ہوا ہے جو دن بدن ترقی کرتا جاتا ہے۔ حضرت امام اس ظلمت کو نور بنانے دنیا میں آئے ہیں۔ لیکن وہ بھی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ایک بشر ہیں۔ انکے بھی سب کام آدمیوں کے مثل اسباب و ذرائع کے ماتحت ہونگے۔ یہ نہ ہوگا کہ ایک پھونک مارکر سب تاریکیونکو دور کردیں۔ لہذا ہمکو انکی اعانت کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ اور وہ تیاری یہ ہے کہ اپنی حالتوں کو درست کریں سچے اور راستباز مسلمانوں کا نمونہ بنیں۔ نئی روشنی کے علوم حاصل کریں اور سوچیں کہ کن اسباب سے مسلمان نئی روشنی کی برائیوں سے محفوظ ہوسکتے ہیں! ✤

مصر میں شیخ سنوسی کی نسبت کچھ زیادہ چرچا نہیں ہے۔ تاہم وہاں یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا ہے کہ وسط افریقہ میں اسلام نے اپنی قدیمی وضع اختیار کر لی ہے۔ تیرہ سو برس پہلے جو تعلیم حجاز کے کوہستان میں دیگئی تھی۔ وہ افریقہ کے سیاہ رنگ ریکارڈ و کیئیں اپنی اصلی آواز سے بولتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔ سوڈانی مہدی کا خاتمہ ہوگیا ہے اسکے سب متعلقین اور حلقہ بگوش واعی بھی منتشر ہو گئے۔ لیکن سوڈان کے اندرونی حصوں میں مہدی کا جیسی طاقت کو سیکڑوں آدمی موجود ہیں۔ انگریزی گورنمنٹ نے سوڈان فتح کرکے خرطوم میں ایک کالج افریقی قبائل کو تعلیم دینے اور اُنکے توحش کو دور کرنیکی لیے کھولا ہے۔ یہ بہت کامیابی کر چل رہا ہے۔ مہدی صاحب کا بیٹا بھی اسمیں پڑھتا ہے۔ لیکن مصری علما و مشائخ کو یقین ہے کہ قاہرہ کیطرح سوڈان میں نئی تہذیب کو فروغ نہ ہوسکیگا۔ کیونکہ اُنکے نزدیک سوڈان اور اسکے اطراف میں کل افریقہ ایک ایسی تحریک سے متاثر ہو رہا ہے جو نئی روشنی کے اقتدار میں نہیں آسکتی +

میرے نزدیک مصریوں کا یہ خیال پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ نئی روشنی ایسی چیز نہیں ہے جو کسی کوشش سے مغلوب ہوسکے۔ نئی روشنی جس کا نام ہے وہ مادی مشاہدات اور سائنس کے کمالات اور عقل کو مبہوت کرنیوالی ایجادات کا مجموعہ ہے۔ ناممکن ہے کہ کوئی انسان جسمیں ذرہ بھر بھی فہم و ادراک ہو نئی روشنی کے اثر سے محفوظ رہ سکے۔ اسکے علاوہ وہ اگر اہم اصول پر غور کرکے دیکھا جائے تو نئی روشنی کے اسباب سوائے چند مخصوص چیزونکے اسلامی تعلیم سے علیحدہ نہیں ہیں۔ اور اُنکا اختیار کرنا کچھ گناہ نہیں ہے سنوسی تحریک کے علاوہ مصر اور سوڈان اور اُن کے اطراف میں اور جسقدر تحریکیں اسلام اور اہل اسلام کی بہتری کیلیے کام کر رہی ہیں وہ بھی نئی تہذیب کی ایسی مخالف نہیں ہیں جیسا اُنکو سمجھا جاتا ہے۔ سوڈان کے قدیمی بادشاہ زبیر پاشا کے ان حلوان علاقہ مصر میں جب میں مہمان تھا تو ایک سوڈانی شیخ سے اسی مسئلہ پر دو گھنٹہ گفتگو ہوئی تھی۔ شیخ اگرچہ پُرانے خیال کے بزرگ تھے۔ جامع ازہر کی تعلیم پر اُن کی معلومات کا حصر تھا۔ تاہم جب اسبات کا ذکر آیا کہ اہل مغرب مسلمانوں اور خصوصاً افریقی مسلمانوں

کو وحشی سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ نئی تہذیب و شائستگی کی اہلیت نہیں رکھتے تو شیخ نے نہایت سنجیدگی سے فرمایا کہ اہل مغرب کا یہ خیال غلط ہے۔ ہم لوگ نئی تہذیب کی خوبیوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اور انکو بعض حد تک اختیار کرنے پر آمادہ ہیں جہانتک کہ اسلامی تہذیب کا رنگ قائم رہے۔ اگرچہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ خود اسلام نئی روشنی کا عکس و مخالف ہے لیکن ہم اسکو ہرگز نہیں مانتے۔ اسلام نئی روشنی کے بالکل مطابق ہے لیکن وہ سچی مساوات سچی پاکیزگی اور صفائی سچی ہمدردی اور رحم دلی کی تعلیم دیتا ہے۔ اہل مغرب کیطرح خود غرضی اور خود غرضانہ ہمدردی اور منافقانہ زندگی سے اسکو عار ہے۔ آپ دیکھینگے کہ ہم لوگ عنقریب اپنے حالات کی کایا پلٹ کر اصلی تہذیب کا نمونہ بنکر اہل مغرب کو دکھا دینگے کہ وحشی اور ناقابل انسان ایسے ہوتے ہیں۔ ہم پر شک و شبہ کے بہتان باندھے جاتے ہیں کہ ہم سفید رنگ قوموں کو زیر و زبر کرنیکی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر سفید قوموں کو معلوم ہوتا کہ ہمارا مذہب ہمکو فتنہ و فساد سے روکتا ہے۔ اور خواہ مخواہ اپنے ہم جنس انسانوں کی آزار دہی سے تاکیداً منع کرتا ہے تو وہ کبھی ایسی بات زبان سے نہ نکالتے۔ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ حضرت مہدی موعود اسلام کی اصلی شان نمایاں کرنیکے لیے ظاہر ہوں۔ اسوقت دنیا دیکھیگی کہ ہم سفاک وحشی ناقابل جانور ہیں یا مہذب شائستہ آدمی ✤

بیت المقدس میں ایکدن خاص حرم کے اندر ایک بخاری بزرگ سے ملاقات ہوئی یہ حضرت بڑے جہاندیدہ اور صاحب فہم و فراست معلوم ہوتے تھے عرصہ دراز سے مدینہ شریف میں اقامت اختیار کر لی ہے۔ جب میں نے روسی طریق حکمرانی کی نسبت سوالات کیے تو بخاری صاحب نے عجیب مؤثر الفاظ میں تقریر کی اور فرمایا ہم لوگ حکمرانوں کو نہیں دیکھا کرتے کہ وہ اچھے ہیں یا برے بلکہ خود اپنی حالتوں پر غور کرتے ہیں کہ آیا ہم میں وہ اہلیت ہے یا نہیں جسکے سبب خدا تعالیٰ ہمکو عادل اور رحمدل بادشاہ عنایت کرے۔ کیونکہ اسکا وعدہ ہے کہ بندوں کے اعمال پر حکام کا تقرر منحصر ہے۔ اور فرمایا میں نے جو اپنا گھر چھوڑ کر مدینہ شریف کی

اقامت اختیار کی ہے اسکا سبب یہی ہے کہ مجکو اُس طاقتِ لدنی کے ظہور کا انتظار ہے جو ہم سبکو اپنی پاکیزہ روحانیت سے صاف و شستہ کرے۔ اور ہمارے بکھرے ہوئے شیرازہ کو ایک مرکز پر لے آئے۔ مدینہ منورہ میں ایک تکیہ فتش بیگی ہے۔ تم وہاں جاؤ تو متولی صاحب سے مقسوم بخاری نام ایک کتاب مانگنا اور دیکھنا کہ اسمیں کیا لکھا ہے۔ اگرچہ متولی صاحب انکار کرینگے اور اُنکو دکھانے میں تامل ہوگا۔ لیکن جب میرا نام لوگے تو وہ دینگے۔ میںنے کہا۔ آپنے تو اُسکو دیکھا ہوگا خود ہی فرما دیجئے کہ آخر اسمیں ایسی کیا خاص بات ہے فرمایا مقسوم بخاری میں علاوہ چند خاص یادداشتوں کے ایک یادداشت یہ ہے کہ چودھویں صدی کے دو ثلث میں حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ اُنکے ظہور سے عیسائیوں کی وہ حکومت جو سب سے زیادہ مسلمانوں پر حاکم ہوگی اسلام اختیار کریگی۔ اور سب سے پہلا شخص جو حضرت امام کے دست مقدس کو مکہ کے پہاڑ کے نیچے بوسہ دے گا۔ وہ اُس نومسلم بادشاہ کا ایلچی ہوگا۔ مجکو اس خبر سے عجیب حیرت ہوئی۔ اور سوال کیا کہ میرے خیال کے موافق انگریزوں کی حکومت میں مسلمان ساری دنیا سے زیادہ آباد ہیں۔ تو کیا +

انگریزی تاج اسلام قبول کریگا؟

یہ بات عقل میں نہیں آتی۔ آثار و قرائن بھی کچھ چیز ہیں۔ اگر شاہ انگلستان مسلمان ہوجائے تو از روئے قوانین پارلیمنٹ وہ مستحق تخت نہیں رہتا۔ اسکے علاوہ انگلستان میں بادشاہ کی شخصیت ایسی بااثر نہیں ہے کہ اُسکے مسلمان ہونے سے قوم کی قوم مسلمان ہوجائے۔ یہ سنکر بخاری بزرگ نے تبسم کیا اور فرمایا کہ کچھ تعجب نہ کرو یہ باتیں عقل میں آنیکے قابل نہیں ہیں۔ ہلاکو خان نے جب بغداد فتح کرلیا اور مسلمانوں کے مایہ ناز افراد کو ذبح کرڈالا تو کون کہہ سکتا اور کسکی عقل میں یہ بات گزر سکتی تھی کہ یہ سلطنت اسلام کی مفتوح ہونیوالی ہے۔ اور شاہ انگلستان کا زمانہ اسلام تو بہت قریب آگیا ہے۔ یہ اسلامی فطرت ابتدا سے مقرر ہے کہ فاتح اقوام اس مذہب کی مفتوح ہوجاتی ہے

بخاری صاحب کے اصرار سے مجکو بھی خیال آیا کہ میرے سفر سے پہلے ایک مجذوب بزرگ نانھو دوارہ راجپوتانہ کے رہنے والے دہلی میں تشریف لائے تھے اور مجکو ساتھ لیکر تمام مزارات بزرگان دین پر یہ دعا کرتے پھرتے تھے کہ شاہ جارج مسلمان ہوجائیں۔ اگرچہ مجکو اور بابو حبیب خان صاحب ٹھیکیدار کیمپ جالندھر کو جو انکے ہمراہ تھے مستان شاہ صاحب کی اس دعا سے تعجب ہوتا تھا مگر مستان شاہ صاحب کی زبان پر ہر وقت یہی جملہ تھا کہ شاہ جارج مسلمان ہوجائیں۔

تو کیا عجب ہے کہ قدرت اپنا کوئی نیا کرشمہ دکھائے اور انگریزوں کی حکمران پارٹی اسلام قبول کرلے عقلی طور پر غور کیا جائے تو بخاری صاحب اور مستان شاہ صاحب کے یہ خیالات محض ایک مجذوبہ ہیں۔ انگریزی قوم کا افرادی حیثیت سے مسلمان ہوجانا ممکن ہے۔ مگر حیثیت بادشاہی کے مذہب اسلام قبول کرنا قیاس میں نہیں آتا۔ البتہ یہ امر ذرا دلکو لگتا ہے کہ مقسوم بخاری کی پیشگوئی کا یہ مطلب ہو کہ انگریزی قوم مجموعی طور پر اپنی مسلمان رعایا کی دلجوئی و پاسداری مسلمان بادشاہوں کی مثل پاس سے بھی زیادہ کرنے لگے اور ان کے امام آخر الزمان کی ایسی دعوت بنجائے کہ سب سے پہلے اسی کا ایلچی حضرت امام کے دست حق پرست کو بوسہ دے۔

دمشق میں حضرت امام نووی محدث کے مدرسہ میں ایک بزرگ حضرت مولانا بدرالدین نامی ہیں آپ تمام ملک شام میں ممتاز محدث اور زبردست فاضل ہونیکے علاوہ صاحب کشف و کرامات اور غیبی خبریں دینے والے مانے جاتے ہیں۔ میری انکی عجیب پیرایہ سے ملاقات ہوئی خانقاہ کے حجرہ میں بیٹھے ہوئے تھے چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر تھا۔ سامنے مولوی محمد یحیی صاحب خادم خاص بیٹھے تھے۔ حضرت نے مجکو بھی ایک پہلو میں بٹھالیا اور اس طریق سے باتیں شروع کیں کہ خطاب مجھسے کرتے اور دیکھتے اپنے خادم کی طرف۔ اور خادم صاحب انھیں الفاظ کو دوبارہ مجھسے نقل کرتے جاتے تھے۔ حضرت کی اس عجیب و غریب روش نے مجکو بہت متعجب کیا۔ اس کے بعد جب سلسلہ کلام جاری ہوا تو اور بھی زیادہ حیرت ہوئی کیونکہ حضرت نے زمانہ آیندہ کی نسبت سنسنی خیز خبریں ارشاد فرمائیں۔ جنکا ماحصل یہ تھا کہ قیامت

قریب آگئی بہشت بھی آراستہ ہوگئی۔ دوزخ بھی بھڑکائی جاچکی۔ دنیا پر تاریکی نے اس سرے سے اُس سرے تک قبضہ کرلیا۔ آفتاب رسالت کا برج کعبہ کے میدانوں میں جلوہ افروز ہوا چاہتا ہے۔ اے ہندوستان والو تمھاری آنکھ کھلی یا نہیں کھلی۔ نیند بھری یا نہیں بھری سوچکر اُٹھو۔ دنیا اب پردہ عدم میں جانیکو تیار ہے جو کچھ کرنا ہے آج ہی کرلو۔ کیا تم اسوقت آئیگے تو میرا پیام اہل ہند کو پہنچاؤ۔ کیا ہندوستان والے ایک دمشقی کے پیغام کا یقین کرینگے

میں نے حضرت مولانا کی اس مجذوبانہ تقریر کے جواب میں عرض کیا۔ آپکے ان کلمات سے پہلے کچھ پہلے نہیں بلکہ تیرہ سو برس پہلے قرآن شریف نے بھی یہی فرمایا تھا کہ قیامت قریب آگئی مگر آجتک اُس قرب کی منزلیں مقام بُعد میں مستور ہیں۔ ہنسکر بولے جسدن کا شمار پچاس ہزار برس کا ہو اُسکے قرب کی مسافت میں تیرہ سو برس گذر جائیں تو کچھ عجب نہیں مگر یقین مانو کہ اب ہم منتظر وقت کے کنارہ پر آگئے ہیں۔ کیا میں ہندوستان جا سکتا ہوں۔ مینے عرض کیا بسر و چشم ہندوستان آپ جیسے حضرات کے فیضان صحبت کا از بس محتاج و مشتاق ہے۔ اسکے بعد حضرت نے اپنے سلسلہ علوم ظاہری و باطنی کی تحریری سند عنایت فرماکے مجکو رخصت کیا مصر اور بیت المقدس کے بعد یہ تیسری شہادت تھی جو ظہور امام آخرالزمان کی نسبت سُنی گئی۔

دمشق سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے ریل میں ایک مصری بزرگ کا ساتھ ہوا جنکا نام نامی شیخ عبدالفتاح ہے۔ چھبیس سالہ نوجوان ہیں اور مصر کے ایک لکھپتی امیر کبیر کے لاڈلے فرزند قرآن شریف کے حافظ ہیں اصول دین سے خوب ماہر ہیں اور مصر کے امیرزادونکی مثل انگریزی اور فرانسیسی بھی پڑھی ہے۔ لیکن تھوڑی عرصہ سے خود بخود انقلاب ہوا کہ پتلون کوٹ اُتار کر جو مصری امرا کا لازمی لباس ہوگیا ہے ٹاٹ کا موٹا کرتہ پہننے لگے ہیں جسکا گریبان چاک رہتا ہے۔ ہر وقت اللہ ہو کے نعرے مارتے اور آنسو بہاتے رہتے ہیں گوری چٹی چینی کی سی مورت بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں مگر ہر وقت آنسوؤں سے تر عجب انوکھی صورت ہے حجاز ریلوے کی گاڑیاں اس ترتیب سے بنائی گئی ہیں کہ گارڈ کی

گاڑی سے لیکر انجن تک جانے آنے کا راستہ موجود ہے اسلیے میں اکثر اوقات حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ چھ رات دن بڑے لطف کے کٹے۔ اگرچہ ریل دمشق سے مدینہ منورہ تک تین روز میں پہنچ جاتی ہے۔ لیکن میرے سفر کے وقت ایک حادثہ کے سبب گاڑی لیٹ پہنچی تھی شیخ عبدالفتاح ایک شمع تھی جنکے گرد ہم سب پروانوں کی طرح گھرے رہتے تھے۔ اور شیخ کے فلسفیانہ سوز وگداز سے لبریز نکات سنتے رہتے تھے۔ ایکدن مینے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ مصر کا انجام کیا ہونا ہے۔ ہمنے اہل مصر کی معاشرت کو بہت ہی زبونی میں دیکھا۔ مسلمان علانیہ بازاروںمیں شراب پیتے ہیں سب ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں۔ عورتیں بے حجابانہ بازاروںمیں پھرتی ہیں۔ اگر یہی کیفیت ترقی کرتی رہی تو اسلامی غیرت وحمیت کا بالکل خاتمہ ہو جائیگا۔ یہ سنکر حضرت شیخ جھکے اور میرے کان میں چند لفظ فرمائے جنکو میں ظاہر نہیں کرسکتا لیکن انکا اثر آجتک اپنے دلمیں پاتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ جو کچھ انھوں نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ مدینہ شریف پہنچکر عجیب عالم دیکھا۔ سیکڑوں علما و مشائخ کا جمگھٹا ہر وقت حرم کے اندر لگا رہتا ہے ہر بزرگ کے معتقدوںکا جداگانہ حلقہ ہوتا تھا۔ مگر شیخ عبدالفتاح کی سی بات کسیکو نصیب تھی اس ٹاٹ کے کرتہ والے نوجوان درویش کا یہ اثر تھا کہ ادنیٰ و اعلیٰ چھوٹا اور بڑا انکی دست بوسی و دامن بوسی کیلئے گرا پڑتا تھا۔ خدام حرم شریف کی آنکھوں سے لاکھوں آدمی گذرتے ہیں وہ کسیکی طرف عقیدت مندانہ نظر ڈالنے کے عادی نہیں ہیں۔ مگر شیخ عبدالفتاح پر بیت اللہ شیدا تھے بیچارا شیخ خلقت کی شبانہ روز یورش سے گھبرا گھبرا جاتا تھا۔ ایک دن خواجہ سراؤں کے چبوترہ پر جو روضۂ مبارک کے پہلو میں واقع ہے حضرت شیخ تشریف فرما تھے۔ آدمی بھیجکر مجکو طلب فرمایا۔ اور پاس بٹھا کر ارشاد کیا۔ جانتے ہو۔ اس روضہ کے اندر کون ہے۔ یہ کہا اور مزار اقدس کی طرف اشارہ کرکے آنکھوںمیں آنسو بھر لائے اس سوال سے میری یہ نوبت ہوگئی کہ کلیجہ منہ کو آنے لگا اور روتے روتے ہچکی بندھگئی۔ شیخ نے تھوڑا سا پانی پلایا اور

جھک کر وہی الفاظ پھر کان میں کہے جو ریل میں فرمائے تھے کسی شخص نے جو غالباً الجزائر یا تونس کا تھا عرض کیا کہ مسلمان چاروں طرف سے گھر گئے دشمنوں نے ہم سب کو زیر کرنے پر کمر باندھی ہے۔ دعا کیجئے کہ انجام بخیر ہو۔ یہ سنکر شیخ جوش میں آگئے اور زور سے کہا کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سب حاضرین نے تکبیر کہی اس کے بعد فرمایا اسی میں موت ہے اور اسی میں حیات پھر کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اسی سے نجات ہے یہی ہمارا پہلا لفظ ہے۔ یہی ہمارا آخری لفظ ہوگا اسی کے سہارے ہم دنیا میں آئے اور دنیا ہم میں آئی۔ اسی کے بل پر ہم آج تک قائم ہیں اور اسی کے زور سے ہم سب لیٹنے والوں اور بیٹھنے والوں کو از سر نو قائم کریں گے پھر کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اللہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ حضرت شیخ عبدالفتاح کا سن مجھسے بہت کم تھا لیکن باعتبار علم و عقل و باعتبار عرفان لدنی وہ ہزار برس کے معلوم ہوتے تھے۔ بعض دفعہ ایسے ذومعنی اور پر اسرار فقرے بول جاتے کہ اچھے سے اچھا سمجھدار چکرا جائے ایکدن ارشاد فرمایا۔ ہمکو ہندوستان کا چھپا ہوا قرآن شریف پسند ہے اور ہم ان ترجموں کو بھی دوست رکھتے ہیں جو ہندوستانی زبان میں کئے گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا میرے پاس ایک حمائل شریف ہے جسمیں دہلی کے ایک بڑے عالم مولوی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ شامل ہے۔ حکم ہو تو پیش کروں۔ فرمایا لے آؤ۔ حمائل شریف کو دیکھ کر بہت مسکرائے اور ارشاد کیا۔ الفاظ قرآنی کی برکت سے ہندی زبان کو قرآن میں شرکت کا فخر حاصل ہو گیا۔ حروف قرآنی نے حروف اردو کو آغوش شفقت میں لے رکھا ہے۔ دیکھو میں تم سے ایک بات کہتا ہوں ہندوستان جاکر ایک اچھا قرآن مجکو بھیج دینا میں نے عرض کیا۔ مصر روانہ کیا جائے۔ یا مکہ معظمہ کیونکہ حضرت شیخ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جانیوالے تھے۔ شیخ نے اس سوال کا جواب اسی طرح جھک کر کان میں دیا۔ اسوقت میں سمجھا ان سب باتوں کا مطلب یہی تھا جسکا ذکر ابتدائے کتاب سے ہو رہا ہے۔

مدینہ شریف میں گرمی بہت تھی۔ ایکدن رات کو چاندنی میں باب رحمت کے قریب اپنے مکان کی چھت پر لیٹا ہوا تھا اور گنبد مبارک کی سبزی کو چاندنی میں جھلکتا ہوا دیکھ رہا تھا

اتنے میں آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ پہاڑوں کے دامن میں کھڑا ہوں۔ چاروں طرف چھوٹی چھوٹی سبز رنگ کی بٹیاں پڑی ہیں جنمیں سے سبز شعاعیں نکل رہی ہیں سامنے چند سیاہ کمبل تنے ہوئے ہیں۔ وہاں سے کچھ عورتیں بھیک مانگتی ہوئی میرے قریب آئیں۔ انکے ساتھ کتے بھی ہیں جو مجھ پہ بھونکتے ہیں اتنے میں میں نے دیکھا کہ جناب سید اکبر حسین صاحب جج الہ آبادی خاکی وردی پہنے ہوئے آئے اور کہنے لگے ان بٹیوں پتھروں کو اٹھا لو۔ اور پانی سے دھو کر نہاؤ اور اپنے بچوں کو نہلاؤ۔ تاکہ زمین و آسمان کی بلائیں دور ہوں اور ہم سب کو حرارت دین کا حصہ دیا جائے۔ میں نے کہا آپ کس دلیل سے کہتے ہیں۔ جج صاحب نے سامنے کی طرف اشارہ کیا کہ انھوں نے جیسے مجھ سے کہا ہو مڑ کر ان کے اشارہ کی طرف دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سبز گنبد نظر آیا اور ایک کیفیت سی طاری ہو گئی۔ اسوقت میں نے بہت سی بٹیاں چن لیں میں دیکھتا تھا کہ وہ اسقدر روشن ہیں کہ انکی روشنی انگلیوں کی گھائیوں میں سے نکل رہی ہے میں چاہتا تھا کہ مدینہ منورہ کے شیخ المشائخ حضرت سید حمزہ رفاعی سے اس خواب کی تعبیر پوچھوں کہ اتنے میں منشی عبد اللطیف خان صاحب جام نگری رفاعی تشریف لے آئے اور کہا چلئے سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ کے مزار کی زیارت کرائیں۔

چنانچہ میں اُنکے ساتھ جبل اُحد چلا گیا۔ حضرت سیدنا حمزہ کی زیارت سے فارغ ہوکر میں نے خواہش کی کہ احد کا میدان جنگ دیکھنا چاہتا ہوں۔ جہاں حضور سرور کائنات کا قریش سے خون آشام معرکہ ہوا تھا۔ رہبر صاحب پہاڑ کے دامن میں لے گئے۔ وہاں جاکر بعینہ خواب کا منظر نظر آگیا۔ کمبل کے سیاہ خیمے تنے ہوئے تھے۔ ان میں سے بدو عورتیں بھیک مانگنے کیواسطے نکل آئیں اور ساتھ ہی کتے بھی بھونکتے ہوئے دوڑے جب ہم پہاڑ کے قریب پہنچے تو بٹیاں بھی سبز رنگ کی کثرت سے نظر آئیں جنکو میں نے اپنی جیبوں میں بھر لیا۔ مدینہ شریف واپس آکر ایک بزرگ سے جو مراکش کے رہنے والے

تھی - یہ عجیب و غریب خواب بیان کیا - انھوں نے فرمایا کہ آج اس خواب کی تعبیر بجز اس کے کوئی
نہیں تم ان پتھروں کو ہندوستان ساتھ لیجاؤ - اور خواب کے موافق انکو دھو دھو کر لوگوں کو
غسل کراؤ - لیکن انکا اصلی بھید جب کھلیگا جب مکہ معظمہ سے ظہور امام آخر الزمان کی خبر
شائع ہوگی - میں حیران تھا کہ اس ملک میں ہر شخص کا منتہائے خیال ظہور مہدی
ہے اور مجھکو یہ باتیں بہت ہی متاثر کرتی تھیں -

ایک اور پر اسرار خواب

میرے طریقہ میں خوابوں کا بیان کرنا مستحسن نہیں سمجھا جاتا لیکن چونکہ اس وقت
مجھکو حضرت امام مہدی کے آثار و قرائن اور اسلام کی تحریکات پر گفتگو کرنی ہے اس
واسطے میں اپنے رویا کے اظہار میں احتیاط نہیں کرتا ایک خواب آپ نے ابھی سنا دوسرا اس سے
بھی عجیب یہ دیکھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم افغانی لباس میں کھڑے ہوئے ہیں
اور آپکے سامنے صد ہا دلوں کا ڈھیر ہے جنمیں دراڑیں پڑی ہوئی ہیں آپکے دائیں طرف
کیاری میں کھجوروں کے چند درخت ہیں جنکے پتے توڑتے ہیں - اور ایک شکستہ دلکو اس پتے
سے باندھ دیتے ہیں مجھپر اس نظارہ نے بڑا اثر ڈالا اور عرض گزار ہوا کہ حضور یہ کیا
عالم ہے - فرمایا - میری اُمت کے دل شکستہ ہوگئے انکو باندھ رہا ہوں - آپ بھی تو بھی
باندھ - صبح اس خواب کو بھی مینے اُن مراکشی بزرگ سے بیان کیا - فرمایا مسلمانان عالم
روز روز کی ناکامیوں اور پریشانیوں سے شکستہ خاطر ہوگئے ہیں - اور انکو کوئی ذریعہ
خاطر جمعی کا نظر نہیں آتا - اس خواب میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ اُمت نخل دین کے پتوں سے
اپنے دلکی جراحتوں پر پٹی باندھے - یہ تو اس کے ظاہری معنے ہیں اور باطنی معنے وہ ہیں
ہیں جنکو آج سمجھانا ناممکن ہے ظہور مہدی کے بعد سمجھ میں آئیں گے +

اسی طرح ایک روز جالی پکڑے ہوئے کچھ عرض کر رہا تھا - کہ اتنے میں ایک شخص آئے

اور بغل میں سے نکالکر دو بڑی بڑی خمیری روٹیاں دینے لگے۔ اول تو مجھکو اس موقعہ
سے تعجب ہوا۔ لیکن پھر خیال آیا کہ یہ کوئی سائل ہیں اسواسطے روٹیاں نے لیں اور ایک
ڈھائی روپیہ کا سکہ انکی نذر کرنا چاہا جسکو اُنھوں نے نہایت آشفتگی سے واپس کردیا اور
فرمایا یہ میں اسلیئے نہیں دیں کہ تم مجھکو کچھ دو بلکہ اس امر میں ایک راز ہے چنانچہ وہ روٹیاں
تو میں اپنے ہمراہ لے آیا مگر آجتک اس راز کا پتہ نہ چلا۔ قصہ مختصر اسی قسم کے متعدد واقعات
اس سفر میں ایسے پیش آئے جنکا تعلق اُن جذبات اور کیفیات سے تھا جو ممالک اسلامیہ
میں موجزن ہیں۔ اور جنکے کیف میں ہر ادنیٰ و اعلیٰ سرشار نظر آتا ہے۔ ناظرین کو
اس طویل سمع خراشی سے اس نتیجہ پر پہنچنا چاہیئے کہ افریقہ میں سنوسیوں کی نرالی اور
انوکھی تحریک نہیں ہے۔ بلکہ ممالک اسلام میں ایسی بیسیوں تحریکیں کام کر رہی ہیں جنکا
سمجھنا ایسا ہی دشوار ہے جیسا کہ سنوسی تحریک کی اصلی غرض و غایت تک کسی دماغ
کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ لکھنے کو اخباروں کے نامہ نگار کچھ ہی لکھدیں۔ خیال آفرینی اور
انشاپردازی کی طاقت سے موہوم اور بے اصل باتوں کو حقیقی اور واقعی کرکے دکھادیں لیکن
انصاف یہ ہے کہ وہ سنوسی تحریک کی اصلیت کا ایک ذرہ بھی نہیں جان سکتے۔ اور جو کچھ ہے رجماً
بالغیب ہے

ایک سنوسی بزرگ سے ملاقات

دمشق سے واپس ہو کر جب میں بیروت میں آیا تو کوکب الصباح ہوٹل میں ٹھہرا۔ برابر
کے کمرہ میں ایک عرب مقیم تھے جو طرابلس شام کے باشندے تھے (طرابلس الشام بیروت سے
بہت قریب ہے) شام کو اتفاقیہ انسے سلسلہ کلام چھڑ گیا۔ آدمی ذہین اور واقفکار تھے
حافظ عبدالرحمن سیاح امرتسری کا ذکر کرنے لگے کہ جب وہ طرابلس میں آئے تھے تو میں
اُن سے ملا تھا۔ اور اُسوقت میں نے یہ شعر پڑھے تھے (اسلام کا جسم بھی نئی دریافت کی
موافق بیشمار ذرات کا مجموعہ ہے۔ خیال تھا کہ آجکل ان ذروں میں زندگی کی حرکت

گم ہو گئی ہے۔ مگر میں نہیں ایک انقلاب انگیز ہل چل دیکھتا ہوں جسکا ظہور عام آنکھوں کو اُسوقت نظر آئیگا جبکہ یہ جراثیم کامل طور پر منجمد ہو جائیں۔ اور ہر ذرہ وجود اسلامی کے شان کے مطابق حرکت کرنے لگے ، حافظ عبدالرحمٰن نے یہ اشعار لکھ لیے تھے۔ آپ بھی لکھ لیجئے کیونکہ یہ ایک بہت بڑے سنوسی فلاسفر کے لکھے ہوئے ہیں ؎

سنوسی کا نام سنکر میں نے بہت بیتابی سے انکے اسرار کی نسبت سوالات کرنے شروع کیئے۔ مگر عرب نے نہایت سنجیدگی سے کہا میں جواب اچھی طرح نہیں دے سکتا۔ چلیئے دوسرے کمرہ میں ایک سنوسی بزرگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اُنسے ملیئے شاید وہ آپکے حسب منشا جواب دیسکیں۔ چنانچہ یہ صاحب مجکو ان بزرگ کے پاس لیگئے سنوسی ساٹھ برس کے سن رسیدہ سرخ و سفید عرب تھے۔ عمامہ کے اوپر مراکشی مشائخ کے دستور کے موافق ایک سفید کپڑا ڈال رکھا تھا۔ جو کانوں پر سے ہوتا ہوا گلے میں حمائل تھا۔ سرو قد تعظیم کو اُٹھے اپنے برابر کوچ پر بٹھا لیا۔ اور دیر تک خیریت اور ہندوستان کی حالت دریافت کرتے رہے۔ خادم قہوہ لایا اور اسکے دو دور چلے۔ لیکن میں سنوسی طریقہ کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے اسقدر بیچین تھا کہ یہ سب خوش اخلاقی کی باتیں نہ معلوم ہو رہی تھیں۔ چاہتا تھا کہ کہیں جلدی سے یہ سلسلہ ختم ہو اور میں اپنے سوالات شروع کروں۔ شیخ نے میری آتش شوق کو اور بھڑکا دیا کہ ہندوستان کے حالات اس پیرایہ سے پوچھنے شروع کیئے جیسے کوئی بڑا محقق کسی ملک کے اصولی امور سے واقفیت کیلئے سوالات کرتا ہے۔ سلسلہ کلام ختم کرنا چاہتا تھا۔ مگر یہ مقدس تصویر برابر منہ سے بول رہی تھی۔ اور بات ختم نہ ہوتی تھی۔ آخر جب شیخ نے یہ سوال کیا۔ کہ اگر بیرونی مشائخ تمھارے ملک میں جائیں تو ہندوستانی انکی طرف توجہ کریں گے اور اُنکی بات مانیں گے یا نہیں ؟ تو میں نے کہا کہ اہل ہند ممالک اسلامیہ کے ہر فرد کا دلی خلوص سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ یہاں کے مشائخ جائیں تو ہاتھوں ہاتھ لیں۔ لیکن یہ امر کہ

دو شیخ محمد عبدہ نے کہا میں کہے یا نہیں اسکا جواب یہ صحیح ہے کہ سوال معلوم ہو تو آپ اگر آج
یہ خواہش کریں کہ تم انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کھڑے ہو جاؤ تو وہ ہرگز قبول نہیں کرینگے

شیخ۔ کیوں کیا وہ مسئلہ جہاد کو تسلیم نہیں کرتے۔

ہیں۔ کیوں نہیں وہ اسلام کے سب مسائل پر عقیدہ رکھتے ہیں لیکن اس قدر
احمق اور بیوقوف نہیں ہیں جتنا انکو اس ملک کے لوگ سمجھتے ہیں جنمیں سے بعض تو
ہیں اہل ہند اہل عرب سے زیادہ عقلمند [illegible] سمجھ کو
معلوم ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جب [illegible]
پاس حرب ضرب کا پورا سامان [illegible] مسلمانوں [illegible]
مگر انگریز ہمارے [illegible]
ظلم سے تعبیر کر سکیں نہ ہمارے پاس سامان حرب ہے ایسی صورت میں ہم لوگ ہرگز
ہرگز کسی شخص کا کہنا نہ مانیں گے اور ایسے جاہلوں کو [illegible] گے۔

شیخ نے یہ جواب سنکر حیرت سے [illegible] کو دیکھا اور کچھ سوچکر کہا آفریں آفریں
تم لوگ ٹھیک راستہ پر ہو تم کو یہی چاہیئے۔ مگر دیکھو مسلمانوں کی زندگی جنگ [illegible] باقی
رہتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ رفتہ رفتہ تمہاری طاقت زائل ہو جائے۔ اور زندہ قوم کو قبرستان [illegible] کر جائے

ہیں۔ پچاس برس سے زیادہ عرصہ ہوا جب ہمنے انگریزوں سے ایک آخری اور فیصلہ کن
لڑائی لڑی تھی۔ اسکے بعد ہم لوگ ہتھیار رکھ کر بیٹھ گئے۔ اور ہمیشہ بیٹھے رہینگے۔ اگر انگریزوں کا
یہی منصفانہ اور دلجوئی کا برتاؤ رہا۔ اس عرصہ میں جہانتک ہم سمجھ سکتے ہیں ہماری دینی
یا دنیاوی زندگی میں کچھ فرق نہیں آیا۔ عرب سے زیادہ ہم میں نمازی ہیں عرب سے زیادہ ہم
میں حافظ قرآن ہیں۔ عرب سے زیادہ ہمارے ہاں عربی درسگاہیں ہیں۔ گو ہمیں اسکا اقرار
ہے کہ عرب سے زیادہ ان مدرسوں کی تعلیم اچھی نہیں ہے اور عرب کی مثل عمدہ نتائج بھی برآمد
نہیں ہوتے۔ تاہم یہ امر لحاظ کے قابل ہے کہ عربی اور دینی تعلیم کیلئے ہم لوگ اہل عرب سے

زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی خانہ جنگی عرب سے کم نہیں۔ لیکن وہ بڑا
قومی باتوں میں وہ سب ایک ہو جاتے ہیں۔ بیرونی ممالک اسلامیہ کے حوادث
سے وہ اپنے ملکی حوادث کی طرح متاثر ہوتے ہیں جب کبھی اسلامی خطہ پر کوئی
مصیبت پڑے تو ہندوستانی مسلمان بیتاب ہو جاتے اور جان و مال سے مدد کرتے
ہیں۔ اور اسلیئے میرا خیال یہ ہے کہ اہل ہند کی قومی زندگی تنزل پذیر نہیں ترقی کنا ں
ہے۔ اور لڑائی کے عدم وجود نے انکی حیات میں خلل نہیں ڈالا۔

اسکے بعد کچھ اور گفتگو ہوتی رہی اور آخر میں میرے سوالات شروع ہوے۔

میں۔ کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ شیخ سنوسی کس طریقہ کے بزرگ ہیں اور انکی نسبت
جو کچھ یورپین اخبارات لکھتے ہیں اسکی کچھ اصلیت بھی ہے یا نہیں۔

شیخ۔ ہمارے حضرت کو سیدنا حضرت احمد بدوی طنطاوی سے فیض پہنچا ہے لیکن بعیت
بعض لوگوں سے بدویہ سلسلہ میں لیتے ہیں۔ بعض سے شاذلیہ میں بعض سے خلوتیہ و قادریہ
میں (ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ طنطا قاہرہ مصر کے قریب ہے۔ سیدنا احمد بدوی
کا وہیں مزار ہے۔ ممالک اسلامیہ میں حضرت کا وہی رتبہ مانا جاتا ہے جو ہندوستان میں
حضرت خواجہ خواجگان اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا ہے) یورپین اخبارات جو کچھ لکھتے ہیں ہم
اس سے بیخبر نہیں ہیں۔ انکی بعض باتیں واقعی بھی ہوتی ہیں۔ میں بھی سنوسی ہوں اور
اپنے سلسلہ کے کاموں سے ایک حدتک واقف ہوں ہم لوگوں کی نسبت یہ خبریں
مشہور کرنا کہ ہم سفید کفار کے خلاف طاقت جمع کر رہے ہیں بہتان ہے۔ نیز یہ کہنا کہ
ہمارے کچھ ایسے مخفی اصول ہیں جنکو سوائے سنوسیوں کے کوئی فرد بشر جان نہیں سکتا
بالکل جھوٹ ہے۔ اور یہ بات کہ سنوسی تحریک ساری دنیا میں پھیلائی جا رہی ہے اسکی
صرف اتنی اصلیت ہے کہ ہماری جماعت کے داعی ملکوں میں بھیجے جاتے ہیں۔ تاکہ زمانہ کے
قدیم و جدید تغیرات کو مشاہدہ کر کے اپنے طریقہ کے لیئے کوئی بہتری کا تجربہ حاصل کریں

ہستی ہمیں دشمن کو برباد کرنے کے اصول بتا دیں تو ہمیں بھی معلوم ہو جاتے ہیں اور اسلام کے زمانہ آئندہ کی نسبت پیشگوئی کرے اور چارہ کار کی تیاری کے لیے کمر باندھتی ہے بلکہ میں کیا سنوسیوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دنیا کی دوسری زبانوں پر عبور رکھتے ہوں۔ کیونکہ کسی غیر ملک خصوصاً یورپ کا سفر بغیر واقفیت زبان کے محال ہے۔

یہ سنکر شیخ مسکرائے۔ اور فرمایا کیا تم نے بھی بعض عیسائیوں کی طرح ہمکو وحشی اور غیر متمدن سمجھ لیا۔ جناب ہم سنوسیوں میں متعدد آدمی ایسے ہیں جو یورپ کی سب زبانیں جانتے ہیں۔ اور صرف زبانیں ہی نہیں جدید فلسفہ اور تمام نئے علوم سے واقف ہیں یورپین قوموں کی باہمی سیاست اور پالیسی اور اس پالیسی سے جو یورپ مسلمانوں کے ساتھ برت رہا ہے آگاہ ہیں۔ ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ سنوسی الاعظم کے پاس ایسے لوگ موجود ہیں جو انکو یورپین اخبارات کا خلاصہ سناتے ہیں اور ہر نئی کتاب کا جس کا مسلمانوں سے تعلق ہو اقتباس حضرت شیخ کو ملجاتا ہے۔ ہمارے داعی بیکڑوں کی تعداد میں یورپ جاتے ہیں۔ وہاں کے چپہ چپہ سے واقف ہیں۔

اہل یورپ ہم سنوسیوں کا راز معلوم کرنیکے لیے بیچین ہیں اور یہ بیچینی اخباری نامہ نگاروں کی سنسنی خیز خبروں سے زیادہ بڑھ رہی ہے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ ہمارا راز کوئی مخفی راز نہیں ہے۔ ہم دنیا میں کلمہ توحید کے رشتہ کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو ظاہر و باطن سے آراستہ اور اسلام کا پورا نمونہ بنانا چاہتے ہیں۔ اور اسکی تکمیل کے لیے ہمنے ان ذرائع کو بھی فراہم کر لیا ہے جو اس دور جدید میں کسی قوم کی زندگی کیلئے ضروری ہیں۔ اور وہ ہتھیار اور سامان جنگ ہے۔ آج ہم ایسے طاقتور ہیں کہ اگر سارا یورپ افریقہ پر چڑھ آوے تو ہم ایک سال تک اسکو اپنے شہروں میں گھسنے نہ دینگے۔

میں معاف فرمائیے گا قطع کلام کر کے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپکو تمام دنیا کی خبریں ملتی رہتی ہیں تو ہندوستان کا حال بھی معلوم ہوگا۔ کیا آپ اسکی نسبت کوئی خیال ظاہر کر سکتے ہیں

شیخ ۔ ہاں مجھکو تمہارے ملک کی کیفیت معلوم ہے۔ تم لوگ اہل مغرب کی طرح نئے نئے [illegible] کے عاشق ہوگئے ہو۔ تمہارا [illegible] پہنے ہوئے [illegible] میں نے دیکھا کہ بعض سڑکوں پر غریب اور میلے کپڑے والے [illegible] نہیں چل سکتے۔ خود آپ کی دہلی میں بعض سڑکیں امیروں کے لیئے مخصوص ہیں۔ جنپر غریبوں کی سواریوں کا چلنا جائز نہیں۔ یہ امتیاز فطرت الٰہی کے خلاف ہے۔ اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا کہ دولتمند تو ایک راستہ پر چلے اور غریب کو اسپر چلنے کا حق نہو۔ اگر تم لوگوں میں حس ہوتا تو اپنی حکومت سے اس امتیاز کو دور کراتے۔

میں نے شیخ سنوسی کی اس تقریر کو بہت تعجب سے سنا اور جواب دیا کہ اگرچہ آپ کا ارشاد درست ہے مگر اسکی وجہ آپکو کافی عبور نہیں مسئلہ پر جو سڑک اجلی کپڑے والوں کے لیئے مخصوص کیگئی ہے وہ امیری غریبی کے خیال سے نہیں بلکہ اصول صحت کو ملحوظ رکھکر یہ بات ضروری سمجھی گئی ہے کہ میلے کپڑے والے اسپر نہ چلیں۔

شیخ ۔ میں اس موہوم جواب کی حقیقت سے واقف ہوں سب مغرب والے اہل مشرق کو ذلیل کرنیکے لیے یہی عقلی توجیہات نکالا کرتے ہیں۔ تم اپنی حکومت کی بریت نکرو۔ دوسری بات جو ہمارے داعی نے محسوس کی وہ اہل ملک کا باہمی نفاق ہے ہندو مسلمان آپس میں خواہ مخواہ کٹے مرتے ہیں۔ اصول سیاست کے لحاظ سے انہیں کوئی اختلاف نہ ہونا چاہیئے۔

میں نے اس اعتراض کا بھی جواب دینا چاہا۔ مگر شیخ نے اسکے سننے سے انکار کیا اور کہا میں تمام اسرار اور انکی حقیقتوں سے واقف ہوں۔ تم مسلمانان ہند کی اصلی و فرضی کردہ مشکلات کو بھی جانتا ہوں۔ زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ میں نے بھی شیخ کی منشا کے موافق سلسلہ گفتگو بدل دیا اور دریافت کیا کہ آپ اپنے شیخ الاعظم کو مہدی تصور کرتے ہیں۔ شیخ نے کہا نہیں ہرگز نہیں نہ ہمارے حضرت نے کبھی اسکا دعویٰ کیا نہ ہمنے یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ ہمارے عقیدہ کے موافق چونکہ ظہور حضرت امام مہدی قریب ہے۔ اسلیے ہمارے شیخ حضرت امام کے علمبردار ہونگے

مینے کہا اگر حضرت امام مہدی کا ظہور آپکے خیال کیموافق قریب آگیا ہو تو کیا آپ بھی بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ظاہر ہونگے اور انکا ظہور دنیا میں انقلاب پیدا کریگا۔ اور اس انقلاب کی کیا ابتدا ہوگی میں یہ بھی دریافت کرتا ہوں کہ ظہور قریب ہی کے بارے آپ کوئی ٹھیک تاریخ اور وقت امام آخر الزمان کے ظہور کے متعلق قائم کر سکتے ہیں یا نہیں۔ شیخ اس سوال کو سنکر تھوڑی دیر خاموش رہے اُسکے بعد فرمایا۔ یہ بات نہ پوچھو یہ بڑا بیحد ار فسانہ ہے۔ ہم سنوسیوں کے خیالات حضرت مہدی کی نسبت انہیں میں رہیں تو اچھا ہے۔ لیکن میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت امام سال آیندہ یعنی ۱۳۳۰ ہجری میں ظاہر ہو جائیں گے۔ مقام ظہور وہی ہے جسکا ذکر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے یعنی مکہ معظمہ اسمیں کسی تاویل کی گنجایش نہیں ہیں۔ جب ظہور مہدی کا وقت اتنا قریب آگیا ہے تو پھر اسباب انقلاب پر رائے زنی نہ کرنا میرے نزدیک جائز نہیں۔ آپ احتیاط نہ کیجیے اور میرے سوال کی تشریح ضرور فرمایئے تاکہ ہم اہل ہند آپ کے خیالات سے اپنے طرز عمل کی نسبت کوئی نتیجہ نکال سکیں۔

شیخ نے فرمایا اصلی حقیقتوں کا اظہار ناممکن ہے۔ سطحی اور موٹے موٹے واقعات جو ہمارے عقیدہ کے موافق عنقریب پیش آنیوالے ہیں بیان کیے دیتا ہوں۔ سنیے وہ دن دور نہیں کہ ترکی حکومت عیسائیوں کے نرغہ میں پھنس جائیگی اور ہولناک خونریزیاں ہوں گی۔ ایران میں بھی زخمیوں کی چیخ وپکار انہیں ایام میں سنائی دیگی۔ کابل وبخارا بھی حرکت میں آئینگے چین کا زلزلہ جاپان کے لیے مفید ہوگا۔ شاید چین کے زلزلہ کو آپ نہ سمجھیں۔ مگر میں اسکو سمجھا نہیں سکتا۔ اسکا سمجھنا جاپانی سیاست کے سمجھنے پر منحصر ہے اتنا کہکر شیخ طرابلسی غرب بے حجاب ہوگئے اور فرمایا ہم مسلمان دنیا کے ہر گوشہ میں کیسے شکستہ خاطر اور مایوس نظر آتے ہیں کیا نہیں جانتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْیَاسُ مِنَ الْکُفْرِ (مایوسی کفر ہے) مولوی عرب جو افسردہ صورت بیٹھا کر کہا جناب آثار ہی ایسے ہیں۔ مسلمانوں کی ہمت پست ہو تو کیا ہو۔ آپنے ظہور امام مہدی کی خبر تو دیدی مگر ان باتوں کو بیان نہ کیا

قدرت الٰہی نے سائنس کی تمام ترقیات کو جو یورپ نے دولت و ثروت سے معلوم کیا کر کے ایک ملکہ عنایت فرمایا ہے پہاڑوں کا صاف کر دینا۔ دریاؤں کا سمیٹ لینا اور بھی قسم کی باتیں جنکو میں نے ابھی بیان کیا اختراعات کی دنیا میں ابھی تک نمودار نہیں ہوئیں لیکن حضرت مہدی کے خروج کرتے ہی یہ سب پردۂ خفا سے میدان میں آجائینگی۔

میں نے سلسلۂ گفتگو کو قطع کر کے عرض کیا کہ آپ کی شیخ الاعظم ظہور مہدی کے بعد کیا کرینگے شیخ نے فرمایا وہ امام آخرالزماں کے علمبردار بنا دیے جائیں گے۔ ایک علم انکے ہاتھ میں ہوگا دوسرا عیسائیوں کی جو مسلم حکومت کے ہاتھ میں ہے تیسرا خراسان کے بادشاہ کو دیا جائیگا جس کے لشکر میں سنوسیوں کی طرح سپہ گری اور دینداری رائج ہوگی انکے رنگ سرخ و سفید جسم چوڑے چکلے عقل اہل یورپ سے بھی تیز حرارت اسلام اور تقویٰ قرون سابقہ کے مسلمانوں کا سا۔ حضرت امام اس بادشاہ کو بہت دوست رکھیں گے۔ اس بادشاہ کے نام میں بھی تقرب الٰہی کے الفاظ ہونگے۔ اتنا کہکر شیخ نے فرمایا اب میرے اوراد کا وقت ہے۔ آپ حضرات کل کسی وقت تشریف لائیےگا۔ یہ سنکر میں طرابلسی دوست کے ہمراہ اٹھکر اپنے کمرہ میں چلا آیا مجھپر شیخ کی باتوں نے ایک کیفیت طاری کر رکھی تھی کانوں میں سنساہٹ کی آوازیں اور آنکھوں کے آگے جھائیاں سی چلی آتی ہیں ہوٹل کے سامنے جھروکوں میں سے کوسوں تک سمندر نظر آتا ہے۔ لب ساحل ترکوں کی ایک جنگی کشتی کھڑی ہوئی تھی قاعدہ ہے کہ صبح شام ترکی فوج قومی ترانہ بجاتی اور بادشاہ کے نام کا نعرہ لگاتی ہے جس وقت ہم حضرت شیخ کی خدمت سے اپنے کمرہ میں واپس آئے اتفاقاً اس کشتی میں باجا بج رہا تھا۔ لیکن جس وقت سپاہیوں نے نعرہ لگایا تو مجھپر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی پلنگ سے گر پڑا اور مضطربانہ تڑپنے لگا۔ طرابلسی دوست نہ سنبھالتا تو بالاخانہ سے نیچے گر جانے میں کوئی کسر نہ رہی تھی۔ میں آجتک محسوس کرتا ہوں۔ کہ یہ کیفیت نہ کبھی قوالی میں دیکھی نہ اور کسی شیخ کی صحبت میں۔ سنوسی بزرگ کی صحبت میں چند گھڑیاں ایسی

پھر فرمایا ہمارے حضرت شیخ الاعظم سنوسی الاکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند موجود شیخ کو وصیت فرمائی تھی کہ حضرت امام آخر الزمان کے خیر مقدم کے لیے مسلمانوں کو تیار کرنا چاہیئے تیاری محض جنگی نہیں بلکہ تقوٰی اور پرہیز گاری کا اختیار کرنا۔ اور اس کا سب مسلمانوں میں پھیلانا لازمات سے ہے۔ دل اور زبان کو ایک رکھو۔ جو کہو وہی کرو سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرو۔ نئے زمانہ والوں کی طرح دولت پرستی اور منافقانہ چال چلن سے اپنی دینی زندگی کو بچاؤ۔ اور جس طرح ممکن ہو۔ اخوت اسلامی کو مستحکم کرو۔ یہ تھی ہمارے شیخ الاعظم کی وصیت جو انھوں نے اپنے جانشین کو فرمائی۔ اور میں نے تمھارے سامنے نقل کی القصہ ان تمام مذکورہ حالات و واقعات سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ اسلامی ممالک میں مذہبی تحریکیں زور شور سے پھیل رہی ہیں اور وہ لوگ اپنے وجود کو دین و دنیا کے لیئے کار آمد بنا رہے ہیں۔

"انجام"

اور

خوشخبریاں

خدا تعالیٰ کا شکرانہ یہی ہے کہ ہم اسکی بندہ نوازی کو ہر وقت یاد رکھیں۔ یہ اسی کا فضل اور احسان ہے کہ رسالہ ہذا پانچویں دفعہ چھاپا جاتا ہے۔ گویا دفتر حلقہ نظام المشائخ دہلی نے اسکے چار ایڈیشن چھاپ کر شائع کیئے جو ختم ہو گئے۔ اب پانچویں بار پھر اشاعت کی ضرورت پیش آئی۔

حلقہ کے علاوہ بمبئی میں بھی بعض فریب کار لوگوں نے اسکو میری اجازت کیے بغیر غلط سلط چھاپ کر ہزارہا فروخت کیا۔ اور سنا گیا ہے کہ دو ایڈیشن انھوں نے بھی چھاپے لیکن جب مجکو اطلاع ہوئی تو محض اس خیال سے کہ رجسٹری شدہ کتاب کا اجازت کے بغیر چھاپنا اور پھر اسمیں اسقدر تغیر و تبدل کر دینا جس سے مطالب میں فرق پڑ جائے معانی کے

قائم ہیں جیسے لیڈران پر جوشی کی کرنی احباب بھی کو اجازت دیدی گئی۔
گجراتی ترجمہ کار رتنا جی راتنا نے نالش سے پہلے میرے پاس اپنی تحریری معافی نامہ
بھیجے اور آئندہ احتیاط کا عہد کیا تو مینے نالش کا خیال ترک کر دیا۔
اردو زبان کے علاوہ اس رسالہ کے چار ترجمے گجراتی میں شائع ہوئے جنہیں شاید دو صرف
گجراتی حروف میں اور اردو زبان میں تھے اور دو کی زبان اور خط دونوں گجراتی تھے یہ ترجمے
بھی آٹھوں ہزار ہا فروخت ہوئے۔ گجراتی کے علاوہ مرہٹی۔ تلگو زبانوں میں بھی
اسکے تراجم شائع کرنیکی مجھسے اجازت حاصل کیگئی تھی۔ اور بنگالی میں تو شاید ایک سے
زاید ترجمے ہوئے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ انگریزی میں جہانتک مجھکو علم ہے ابھی تک اس کا
کوئی ترجمہ نہیں چھپا۔ اس حساب سے بلا مبالغہ رسالہ شیخ سنوسی کی اشاعت اردو۔ گجراتی
بنگالی۔ تلگو۔ مرہٹی وغیرہ سب ملاکر آج تک

دو لاکھ کاپی

ہو چکی ہوگی۔ جسکو کم از کم دس لاکھ آدمیوں نے پڑھا ہوگا۔ کیونکہ اس رسالہ کا جیسا
عالمگیر شوق لوگونکو تھا وہ اسکی چند روزہ کثیر الاشاعتی سے ثابت ہو سکتا ہے۔ بارہا
دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص پڑھتا ہے اور سیکڑوں سنتے ہیں۔ یا ایک منگاتا ہے اور اسکو دیکھنے
سے پہلے کتاب محلے کے لوگوں میں گشت لگا لیتی ہے تب کہیں اسکے دیکھنے کا نمبر آتا ہے کثرت
اشاعت کتنی مدت میں ہوئی۔ اسکو سنکر آپ اور بھی تعجب کرینگے کہ علامہ شبلی اور دیگر مستند
بزرگوں کی لاجواب اور علمی کتابیں برسوں میں جاکر چار پانسو بک سکتی ہیں اور رسالہ شیخ سنوسی
نومبر ۱۹۱۱ء میں پہلی بار چھپا اور اب اپریل ۱۲ء میں پانچویں دفعہ شائع ہوتا ہے گویا سوا
مہینے میں ایک معمولی رسالہ دو لاکھ کے قریب فروخت ہو گیا۔ یہ معمولی بات نہیں ہے
رسالہ شیخ سنوسی کی ہر دلعزیزی میں حضرت شیخ سنوسی کی کرامت اور تاثیر باطن کو بہت بڑا
دخل ہے۔ ورنہ اردو زبان میں اس قسم کے سیکڑوں کم قیمت اور پر اسرار دلچسپ

تعجب خیز رسالہ ہے جو ہمیں اگرچہ [illegible]

اور اسپر طرہ یہ کہ [illegible]

اشاعت روکنے اور مجھکو مشکلات میں پھنسانے کا سامان کیا [illegible]

دن دونی رات چوگنی پھیلتی گئی اور جا بجا پہنچا [illegible]

ایک ڈاکٹر صاحب [illegible]

سے انکی خط و کتابت و ملاقات ہوئی رسالہ سنوسی کی ہر ایک تحریر دیکھکر پھولوں کی سیج سے اٹھکر [illegible] پر لوٹ گئے اور [illegible] جواب لکھا۔ مگر چونکہ ڈاک بھی بند تھا میرے منگانے پر بھی اس جواب کی کاپی مجھکو نہ بھیج سکے۔ ورنہ یہاں اسکا خلاصہ مع جواب کے درج کردیا جاتا۔ خیر نہیں کس خوف سے انھوں نے مجھکو نہ بھیجی۔ بہرحال یہاں ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ کتاب باوجود شدید اور تند مخالفتوں کے بھی اسقدر مقبول ہوئی۔ اور یہ حضرت شیخ سنوسی کے تصرف باطنی کا طفیل ہے۔

انجام و خوشخبریاں

اب اس رسالہ کے نتیجہ پر غور کیجیے کہ اس میں جس قدر پیشگوئیاں تھیں وہ سوا مہینہ میں ایک ایک کرکے پوری ہوئیں یعنی ترکی حکومت مبتلائے مصائب ہوئی۔ ایران میں کشت و خون ہوئے۔ چین میں انقلاب آیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب صرف ظہور حضرت امام مہدی اور شہنشاہ انگلستان کا مسلمان ہونا باقی ہے۔ سو وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب پورا ہوگا۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ

آجکل کی بری خبروں سے دل برداشتہ نہ ہوں اور دشمنوں کی عالمگیر یورش سے گھبرا نہ جائیں۔ اسلام خدا کا پسندیدہ دین ہے۔ وہ اسکی رکھوالی کرے گا۔ اور انجام کار

دین کی ترقی ہو گی - اس وقت [illegible] دیکھ رہی ہے کہ مسلمانوں کی توجہ اس
طرف [illegible] آپس کے جھگڑوں کے شاذ ترک کریں
[illegible] ہو رہے ہیں - مسلمانوں کا [illegible] نہیں اور آنیوالے وقت کا
انتظار کریں [illegible] کوئی [illegible] نہیں - [illegible] مسلمانوں کو ہمیشہ پیش
آتی رہی ہیں [illegible] استقلال سے انکا مقابلہ کیا ہے ۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے دین کی تبلیغ ملک یورپ میں کریں - اور آخری حجت تمام کر دیں
تاکہ انتقام کے وقت گرفتار [illegible] موقع نہ ہو کہ [illegible] تھی ۔

اگرچہ عقلمند لوگوں کو اسپر عقیدہ نہیں ہے کہ کوئی عیسائی حکومت اسلام قبول
کر سکتی ہے مگر [illegible] بزرگوں کی پیشین گوئیوں پر پورا بھروسہ ہے اور میں سچائی کے
وعدوں [illegible] مسلمان بھی اس خیال پر ایمان لائیں کہ انجام کار تمام یورپ ملک
میں اسلام پھیل جائیگا - اور اسکا دین کے ہر گوشہ پر بول بالا ہوگا۔

اسکے آثار پیدا ہو چلے ہیں - ہندوستان سے ایک انگریزی تعلیم یافتہ اور دین سے
خبردار مسلمان جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے وکیل لاہور محض اشاعت
اسلام کی غرض سے انگلستان گئے ہیں اور وہاں انھوں نے تبلیغ کی سرتوڑ اور دلنشین
کوشش شروع کر دی ہے - اور ایک ماہوار رسالہ مسلم انڈیا جاری کر کے انگریزونکو
اسلامی تلقین کر رہے ہیں - اب ہم سب مسلمانوں کا کام یہ ہونا چاہیے کہ صاحب موصوف
کو مالی امداد دیں - اور ان کے مشن کو تقویت پہنچائیں ۔

میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اس رسالہ سنوسی اور اسکے دوسرے تیسرے چوتھے حصوں کا
خلاصہ انگریزی میں ترجمہ کراکے صاحب موصوف کی معرفت انگلستان میں تقسیم کراؤں
جسکا اثر یقیناً بہت اچھا ہوگا اور تبلیغ کا فرض ادا ہو جائیگا۔

اس رسالہ کے دوسرے حصہ کتاب الامر میں جو سال بھر سے ہاتھوں ہاتھ بک رہا ہے

یہ تجویز شائع کی گئی تھی کہ کم سے کم آٹھ آنہ فی کس اس کا خریدار بنے یا دیا جائے تو دو ہزار روپے جمع ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ابتک صرف بیس پچیس روپے پہنچے ہیں۔ بھلا اتنا بڑا کام اس خفیف رقم میں کیونکر پورا ہو سکتا ہے۔ اس رسالہ کا پہلا حصہ شیخ سنوسی کے نام سے ابھی حال میں شائع ہوا ہے اسمیں بھی تحریک کی گئی ہے کہ انگریزی ترجمہ ان کتابوں کا ضرور شائع ہونا چاہیے۔

چوتھا حصہ آج کل زیر ترتیب ہے جس کا نام

(۳) (۱)
تین پر ایک

قرار پایا ہے۔ اسمیں تینوں حصوں کا وہ خلاصہ جو انگریزی ترجمہ اور انگریزوں میں شائع ہونیکے قابل ہے لکھدیا جائیگا۔ پس اگر مسلمانوں نے فوراً مالی سرمایہ کی جانب توجہ کی اور کم از کم پانچہزار روپے جمع کر دیئے تو تمام انگلستان اور یورپ اور امریکہ میں جاکر جاپان میں (جسکی نسبت حضرت شیخ کا اشارہ ہے کہ وہ بھی مسلمان ہونیوالا ہے) اس کی اشاعت کرادی جائے گی۔

انگریزوں میں رغبت اسلام

مسٹر اسکوئتھ وزیر اعظم اور سر ایڈورڈ گرے وزیر خارجہ جیسے ناعاقبت اندیش انگریزوں کے قول و فعل سے مسلمانوں کو یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے کہ انگریزوں میں رغبت اور قبولیت اسلام کا مادہ نہیں ہے۔ یہ جو کچھ ہوا عارضی تھا۔ لبرل وزارت کی ٹوٹنے کا وقت قریب آرہا ہے۔ اسکے بعد آپ دیکھئے گا کہ انگریز مسلم دوستی کی جانب کس طرح جھکتے ہیں۔

وائسرائے اور قرآنی تعویذ

اس سلسلہ میں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ جہاں انگریزوں میں ایڈورڈ گرے اور مسٹر اسکو جیسے لوگ ہیں وہاں لارڈ ہارڈنگ جیسے وائسرائے بھی ہیں جنہوں نے واقعہ بم دہلی کے بعد نہایت عقیدت سے میرا قرآنی تعویذ لیکر اپنے سر پر رکھا جو رغبت اسلام کا بین ثبوت ہے۔

حضرت شیخ سنوسی کی تاجداری

طرابلس کی رزم کے بعد ترکی خلافت نے وہاں کی خود مختاری اور شیخ سنوسی کی تاجداری کو قبول کر لیا ہے۔ یہ بھی آثار ظہور مہدی اور حضرت شیخ کی علم برداری میں سے ایک ہے

سنہ ۳۰ھ گذر گیا
اور ظہور مہدی نہ ہوا

اس رسالہ میں سنہ ۳۰ھ کی نسبت پیشین گوئی کی گئی ہے کہ اس سال میں حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ مگر سنہ ۳۰ گزر گیا اور ظہور نہ ہوا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ سنہ ۳۰ھ کے بارہ میں قطعی فیصلہ نہ تھا بعض روایتیں سنہ ۳۵ کی ہیں اور بعض سنہ ۴۰ھ کی۔ گویا سنہ ۴۰ھ تک ظہور یقینی ہے۔

مگر اس سے بھی بڑھکر یہ جواب ہے کہ سنہ ۳۰ھ میں حضرت شیخ سنوسی کا باضابطہ تاجدار طرابلس افریقہ تسلیم کیا جانا ظہور مہدی کی کھلی نشانی ہے۔ مہدی کا علم بردار سنہ ۳۰ھ میں ظاہر ہوگیا۔ سنہ ۳۵ھ یا سنہ ۴۰ھ تک وہ خود بھی تشریف لے آویں گے۔ والسلام

حسن نظامی

۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۱ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء

اس رسالہ کے پڑھنے والے حضرات سے درخواست ہے

کہ فوراً اسکا دوسرا اور تیسرا حصہ منگا لیں جنمیں اس رسالہ

سے بڑھکر عجیب وغریب پُراسرار خبریں ہیں۔

دوسرے حصہ کا نام کتاب الامر ہے۔ ضخامت

قریب چار جز۔ قیمت ۴ر

تیسرے حصہ کا نام قیصان ہے ضخامت قریب

سات جز۔ اس میں حضرت شیخ سنوسی کے علم جہاد کا فوٹو

بھی ہے۔ قیمت ۸ر

کارکن حلقہ نظام المشائخ دہلی سے منگائیے

محدث گنگوہی کی گرفتاری

عارف کامل حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی کے حالات گرفتاری اور غدر کے زمانہ کے ہولناک واقعات انکی بڑی باتصویر سوانح عمری میں ہیں جو تین حصوں میں چھپی ہے سب حصوں کی مجموعی قیمت علاوہ محصول ۱۲؍

دہلی میں غدر کے وقت بادشاہ دہلی اور انکے خاندان پر کیا مصیبتیں پڑیں اسکے دردناک قصے مجموعہ **مضامین خواجہ حسن نظامی** میں ہیں۔ ڈھائی سو صفحہ کی ضخیم کتاب جس میں غدری افسانوں کے علاوہ اور بہت سے دلچسپ مضامین ہیں قیمت عمر

سفرنامہ ہندوستان از مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب قیمت ۸؍

کلیات اکبر لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی کے کلام کا تازہ ایڈیشن مع دونوں حصے قیمت ۳ روپے

رسول کی عیدی امت کے بچوں کے لیے از مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دیکھنے کے قابل چیز ہے قیمت ۲؍

شواہد نظامی یعنی حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رح کی بزرگی اور مکمل سوانحعمری قیمت عمر

جاماسپ نامہ حکیم زرتشت کی پیشینگوئیاں اور آئندہ زمانہ کے آنیوالے انقلابات کا بیان قیمت ۳؍ یہ سب **کتابیں** کارکن حلقہ نظام المشائخ دہلی سے منگائیے